NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 53- 64

مکالمات رسول ﷺ کی روشنی میں جدید مسائل کا تحقیقی جائزہ

A Research Review of Modern Issues in the Light of Prophet's ﷺ Dialogues

Dr. Syeda Khizra Seemab Bukhari
EST, GGHSS Chah Bohar ,Multan.
khizraseemab@gmail.com
Dr.Bashir Ahmad Malik
Assistant Professor Islamic Studies University of Azad Jamu and Kashmir.
malikbashir661@gmail.com
Kashifa Hakam joya
PhD Scholar,The Islamia University of Bahawalpur, Bahawalpur Pakistan
kashifahakim@gmail.com

Abstract

The purpose of this study was to encompassed a research review of modern issues in the light of Prophet's dialogues. The method used for the research was descriptive, analytical and historical. In today's era, science and technology are on the rise. Communications and innovations changed the face of the world. The invention of the internet accumulated a wealth of information, so it was the increasing steps of knowledge and science that had greatly increased the resources of life. As resources increased, so did the complexity of the problems. The modern man surrounded by hot issues whether it was East or West, developed countries or backward regions, global issues had engulfed the whole world. The leading intellectuals and politicians from all over the world came with suggestions in world conferences and seminars. Meeting and dismissals were arranged under the auspices of the United Nations put no permanent and long-lasting solution could be reached. In fact, the only one who can solve the problems facing humanity was the one who created the amazing machine in the form of human beings. So, He sent His chosen and guided prophets to guide us. He sent Khatam ul Anbia Muhammad ﷺ and provided Him with the means to solve the modern issues arising till the day of judgement. One of the main reasons why Islam differs from other religions is the principles, rules and ideas of Islam. In all walks of life, we should take comprehensive guidance from Uswa e Hasna that simultaneously covers theoretical, intellectual, scientific and practical aspects.

ARTICLE INFO
Article History:
Received:
11-12- 2024
Revised:
12-12- 2024
Accepted:
12-12- 2024
Online:
15-12- 2024

Keywords: Innovation, Complexity, Surrounded, Intellectuals, Guidance.

CC BY

1. **موضوع کا تعارف**

دور حاضر میں سائنس اور ٹیکنالوجی اپنے بام عروج پر ہے۔ مواصلات اور ایجادات نے ساری دنیا کا نقشہ بدل کر رکھ دیا ہے۔ انٹرنیٹ کی ایجاد نے معلومات کے انبار لگا دیئے ہیں تو وہیں علم و سائنس کے بڑھتے ہوئے قدموں نے وسائل زندگی میں بے پناہ اضافہ کیا ہے۔ جیسے جیسے وسائل میں اضافہ ہوتا گیا انتہائی پیچیدہ قسم کے مسائل نے جنم لیا۔ موجودہ دور کا انسان نت نئے مسائل میں گھرا ہوا ہے مشرق ہو یا مغرب، ترقی یافتہ ممالک ہوں یا پسماندہ علاقے عالمگیر نوعیت کے مسائل نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ ایسا بھی نہیں کہ ان مسائل کے حل کے لئے کوئی کوشش ہی نہیں کی گئی بلکہ پوری دنیا کے دانشوروں، مفکرین، صف اوّل کے مدبرین اور سیاستدانوں نے عالمی کانفرنسوں اور سیمیناروں میں اس کے حل کے لئے تجاویز دیں۔ اقوام متحدہ کی نگرانی میں بھی نشست و برخاست کا انتظام کیا گیا مگر کوئی بھی مستقل اور پائیدار حل پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکا۔

دراصل انسانیت کو لاحق مسائل کا حل وہی ذات کر سکتی ہے جس نے انسانوں کی شکل میں حیرت انگیز مشین کو خلق کیا۔ وہی بہتر جان سکتا ہے کہ اسے کیا کمزوریاں لاحق ہیں اور اس میں آنے والی خرابیوں کو کیسے دور کیا جاسکتا ہے چنانچہ اس تخلیق کے ساتھ ساتھ اس نے اس کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے اپنے برگزیدہ اور بارگاہ الٰہی سے ہدایت یافتہ انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا اور خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کو بھیج کر قیامت تک پیدا ہونے والے جدید مسائل کے حل کا سامان فراہم کیا۔ اسلام کے باقی مذاہب سے ممتاز ہونے کی ایک بنیادی وجہ وہ اصول و ضوابط اور افکار و نظریات ہیں جو حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے اسوۂ حسنہ سے امت مسلمہ کو عطا فرمائے۔ زندگی کی تمام ترجہات میں اسوۂ حسنہ سے ہمیں ایسی جامع راہنمائی میسر ہوتی ہے جس سے بیک وقت نظری، فکری، علمی و عملی گوشوں کا احاطہ ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے مکالمات کے ذریعے نہ صرف اس وقت کے لوگوں کے مسائل کی تشفی فرمائی بلکہ یہ ہمارے لیے جدید مسائل کے حل میں بھی مشعل راہ ہیں۔ آپؐ نے اپنے مکالمات سے ہر جگہ لوگوں میں فکر و شعور اور فہم و نظر کا ایسا جذبہ جگایا کہ ادنیٰ دماغ رکھنے والے بھی یہ محسوس کرنے لگے کہ یہ دین ہمارے آبائی مذاہب میں چند تبدیلیاں یا صدیوں کے متعین رسوم و رواج سے انحراف کا ہی داعی نہیں ہے بلکہ پوری زندگی کو ایک نئے سانچے میں ڈھالنا چاہتا ہے۔ یہ تبدیلی صرف عقیدے کی حد تک نہیں بلکہ تمام نظریہ حیات اور نظام فکر و عمل کی ہمہ گیر تبدیلی ہے۔ اور اسی تبدیلی میں ہی ہمارے مسائل کا حل پنہاں ہے۔

2. **قومی و نسلی اختلافات کا حل**

آج اختلافات ختم کرنے کا وہی حل ناگزیر ہے جو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا۔ آپؐ نے دنیا کو عملی طور پر بتا دیا کہ کسی انسان یا ذرے کی حاکمیت کو تسلیم کرنے کی بجائے ایک ایسی ذات کی حاکمیت کو تسلیم کرلو جس نے سارے انسانوں کو بنایا ہے۔ اور خالق ارض و سماوات ہے۔ وہ سب کی زندگی اور موت کا مالک ہے اور ہر ایک کی فطری ضرورتوں سے واقف ہے۔ ہر ایک کو رزق پہنچاتا ہے اور سارے نظامِ عالم کا نگران اور مدبر و منتظم ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے

" اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۗ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔"[1]

وہی کائنات کا حقیقی فرمانروا ہے۔ اسی کی حاکمیت کو تسلیم کرنے میں بھلائی ہے۔ مذہبی اختلافات کو ختم کرنے کا یہ سب سے بڑا مشترکہ پلیٹ فارم ہے۔ آپؐ نے اس وقت کے موجود اہل کتاب یہود و نصاریٰ کو توحید پر متحد ہو جانے کی دعوت دی، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 53- 64

"قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاۗءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَـيْـــًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ"[2]

"یعنی اے اہل کتاب ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو رب قرار نہ دے"۔

پہلے کی طرح آج بھی لوگ قومی تفاخر اور نسلی اختلاف میں پڑے ہوئے ہیں۔ کالے گوروں کا اختلاف، علاقے کا اختلاف، وطن کا اختلاف۔ اللہ کے رسولؐ اس طرح تفاخر و امتیاز سے پیدا ہونے والے نقصانات سے آگاہ تھے۔ آپؐ نے ان کو جڑ سے ختم کرنے کا اعلان فرمادیا اور انسانوں کو سبق دیا کہ تم سب ایک خالق کی مخلوق ہو۔ اس لیے سب اختلافات کو ختم کرو۔ تم سب ایک آدمؑ کی اولاد ہو اور تمہارے باپ مٹی سے پیدا کیئے گئے تھے اور مٹی میں تواضع، انکساری اور فروتنی ہوتی ہے۔ تم سب بھائی بھائی بن کر رہو۔ ہاں! اگر کسی کو تفوق اور برتری حاصل ہے تو وہ صرف وہی شخص ہو سکتا ہے جس میں تقویٰ زیادہ ہو جو خوفِ خدا رکھنے والا نیکو کار ہے اور اللہ کا حکم بھی یہی ہے کہ

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ۔"[3]

"بے شک تم میں سے اللہ کے نزدیک عزت والا وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیز گار ہے۔"

قومی و نسلی اختلافات کے حل میں دیگر مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ تعلقات کا قیام مکالمہ جات کی اصل بنیاد ہے کیونکہ تعلقات کے قائم رہنے کی صورت میں ہی دعوت اسلام کا ابلاغ ممکن ہے اور اسی وجہ سے اسلام نے اہل کتاب کے ساتھ ایسے مذہبی مباحثہ اور مجادلہ کو جائز قرار دیا ہے جس کی بنیاد عقل اور منطق پر ہو اور اس کا انحصار مخاطبین کو بہترین طریقہ کے ذریعے مطمئن کرنا ہو جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

"وَلَا تُجَادِلُوا أَہْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِیْ ہِیَ أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوا مِنْہُمْ وَقُولُوا آمَنَّا بِالَّذِیْ أُنزِلَ إِلَيْنَا وَأُنزِلَ إِلَيْكُمْ وَإِلَٰہُنَا وَإِلَٰہُكُمْ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ"[4]

"اور اہل کتاب کے ساتھ بحث و مباحثہ نہ کرو مگر اس طریقہ پر جو عمدہ ہو مگر ان کے ساتھ جو ان میں ظالم ہیں اور صاف اعلان کر دو کہ ہمارا تو اس کتاب پر ایمان ہے جو ہم پر اتاری گئی اور اس پر بھی جو تم اتاری گئی ہمارا تمہارا معبود ایک ہی ہے"۔

رسول اللہ ﷺ نے امن عالم کے لیے پرامن مساعی کی راہ اختیار کی یعنی جنگ یا قتال کا مرحلہ کہیں بھی اختیاری نہ تھا بلکہ اجباری کیفیات کے ساتھ آپ کے سامنے آیا اور یہی سب سے بڑی دلیل ہے کہ آپ نے دیگر تمام مذاہب والوں کو مکالمہ جات یعنی بات چیت کے ذریعے ہی اسلام کا پیغام امن پہنچایا۔ خواہ وہ نصاریٰ ہوں یا یہود یا مشرکین مکہ وغیرہ سیرت طیبہ کے بے شمار مواقف اس امر پر شاہد ہیں[5]

3. بدعنوانی

عہد حاضر میں جو مسائل بہت زیادہ پیچیدہ ہو گئے ہیں ان میں سب سے اہم بدعنوانی اور کرپشن کا مسئلہ ہے۔ عوام اپنے جائز کاموں کے لیے بھی رشوت دینے پر مجبور ہیں طاقتور کمزور کو اپنے شکنجے میں جکڑنا چاہتا ہے۔ لوٹ مار کا بازار گرم ہے کسی مسلمان کی حق تلفی کر کے یا کسی مسلمان کو تکلیف پہنچا کر یا کسی مسلمان کو بدنام کر کے اپنا کوئی مفاد حاصل کرتے اور دوسروں کو تکلیف پہنچا کر اپنے کھانے کا سامان کرتے ہیں، جس نے رشوت لے کر کھانا کھایا، اب اس نے درحقیقت ایک مسلمان کو ناحق تکلیف پہنچا کر کھانا کھایا۔

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 53- 64

اسی طرح اگر کسی کو دھوکہ دے کر اس سے پیسے حاصل کر لیے تو اس نے بھی ایک مسلمان کو تکلیف پہنچائی، جیسے آج کل نشرواشاعت اور پبلسٹی کا زمانہ ہے بعض لوگ ایسے ہیں جنھوں نے نشرواشاعت کے ذریعہ لوگوں کی بلیک میلنگ کو اپنا پیشہ اور ذریعہ آمدنی بنا رکھا ہے۔ پاکستان میں بدعنوانی اور کرپشن کی صورتحال کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہاں 80 فیصد لوگ اپنے جائز کاموں کے لیے بھی رشوت دینے پر مجبور ہیں۔ حکومت کا کام عوام کی فلاح و بہبود ہے لیکن ہمارے سرکاری محکمے چاہے وہ قانون کا شعبہ ہو یا پولیس کا، تعلیم کا شعبہ ہو یا سیاست کا، کرپشن اور بدعنوانی میں سب سے آگے ہیں۔ اس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ملک کی دولت کا بڑا حصہ کالے دھن کی صورت میں سوئس بینکوں میں جمع ہے۔ اسلام اس کی سختی سے مذمت کرتا ہے اور جائز آمدنی کے حصول کو یقینی بناتا ہے۔

انسٹیٹیوٹ آف کاسٹ اینڈ منیجمنٹ اکاؤنٹنٹس پاکستان کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں ہر سال 6 کھرب سے زیادہ کی مالی بدعنوانی ہوتی ہے۔ جس میں ڈھائی کھرب روپے کے ٹیکس چوری، جبکہ سرکاری اداروں کی بدانتظامی اور خوردبرد میں ایک کھرب روپے، سالانہ ترقیاتی اور غیر ترقیاتی پروگراموں میں 75 ارب اور سرکاری بینکوں ومالیاتی اداروں میں ہر سال 25 ارب روپے نااہلی کی نذر ہو جاتے ہیں۔[6]

جو شخص کسی مسلمان کو تکلیف پہنچا کر اس کی حق تلفی کرکے پیسے کمائے گا اور پھر ان پیسوں سے لباس بنائے گا تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کا اتنا ہی لباس پہنائیں گے، یعنی آگ کے انگاروں کا لباس پہنائیں گے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے کوئی جھوٹی قسم جان بوجھ کر کھائی تاکہ کسی مسلمان کا مال ناجائز طور پر حاصل کرلے تو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اس حالت میں حاضر ہو گا کہ اللہ پاک اس پر نہایت ہی غضبناک ہو گا۔[7]

اسلام کے یہی احکامات اور اصول وضوابط ہیں جن کو اپنانے کے بعد کوئی بھی معاشرہ بدعنوانی اور کرپشن سمیت تمام معاشرتی برائیوں سے پاک وصاف ہو جائے گا اور ایک ایسا معاشرہ وجود میں آئے گا جس میں صرف خدائی قانون کی حکمرانی ہو گی۔

4. غربت وبے روزگاری

غربت اور بے روزگاری کسی بھی معاشرے کے بہت اہم مسائل میں سے شمار کیے جاتے ہیں۔ ملک میں بے روزگاروں کی بڑی تعداد نہ صرف وسائل کے ضیاع بلکہ معاشی مفلسی کا باعث بھی ہے۔ غربت سے مراد کم معیار زندگی، پناہ کی عدم فراہمی بے روزگاری سے مراد معاشرے کے لوگوں کی ایک بڑی تعداد کام کرنے کے قابل ہو اور کام کی تلاش میں ہو مگر اسے پانے میں ناکام ہو۔ بدقسمتی سے پاکستان بھی ان ترقی پذیر ممالک کی فہرست میں ہے جہاں بے روزگاری اور غربت اپنے عروج پر ہے۔ پاکستان میں بے روزگاری پر ایک سروے کیا گیا جس کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:

> "Unemployment is higher in urban area of Pakistan due to structural mismatch of required skills, poor wage system and the lack of improper future counseling and training skills. A reverse relationship exists between youth unemployment and training.Unemployment is higher among females in Pakistan."[8]

> "پاکستان کے شہری علاقوں میں بے روزگاری زیادہ ہے جس کی وجوہات میں مطلوبہ مہارتوں میں مماثلت نہ ہونا، کم اجرت کا نظام اور مستقبل کے بارے میں نامناسب مشاورت اور تربیت کی مہارتوں کا فقدان ہے۔ پاکستان میں خواتین میں بے روزگاری زیادہ ہے۔"

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 53- 64

احترام انسانیت وہ صفت ہے جس سے انسانیت کا دوام وابستہ ہے شرف انسانی کا مطلب ہی احترام انسانیت ہے یعنی ہر شخص بلا کسی تفریق مذہب وملت، قوم وملک یا پیشے سے تعلق رکھتا ہو قابل احترام ہے کیونکہ وہ انسان ہے اور مذاہب عالم میں بھی انسانیت کا درس دیا جاتا ہے کہ ہر انسان کا احترام لازم ہے اور ہمارے پیارے نبی کریمؐ کی زندگی کا نصب العین بھی یہی تھا کہ دنیا میں انسانی اقدار کی حفاظت کی جائے کیونکہ ہر انسان خواہ وہ کسی بھی پیشے سے تعلق رکھتا ہو قابل احترام ہے۔ مگر کرپشن اور بدعنوانی نے معاشرے کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیا ہے جس کی وجہ سے غربت اور بے روزگاری نے جنم لیا۔ پاکستان میں غربت اور بے روزگاری کی بنیادی وجہ وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم ہے جس کے سبب امیر، امیر ترین اور غریب، غریب تر ہوتا چلا جارہا ہے۔ بے روزگاری میں اضافے کی ایک اور اہم وجہ تعلیم کا فقدان ہے۔ پاکستان میں روزگار پر صحت اور تعلیم کے اثرات کے حوالے سے ایک رپورٹ میں مندرجہ ذیل الفاظ بیان ہوئے ہیں:

"The study revealed that health, education and experience have a strong positive relationship with employment. Higher education provides higher results. We suggest government should play a strong role in development of health and Education sector in both urban and rural areas."[9]

"اس مطالعے سے انکشاف ہوا ہے کہ صحت، تعلیم اور تجربے کا روزگار کے ساتھ مضبوط مثبت رشتہ ہے۔ اعلیٰ تعلیم اعلیٰ نتائج فراہم کرتی ہے۔ ہم تجویز کرتے ہیں کہ گورنمنٹ کو شہری اور دیہاتی دونوں علاقوں میں تعلیم اور صحت کی ترقی کے لیے مضبوط کردار ادا کرنا چاہیے۔"

پاکستان میں بے روزگاری کی کئی وجوہات ہیں جن میں سے ایک آبادی میں تیزی سے اضافہ ہے۔ 1998-2008 کے دورانیے میں کی گئی ایک تحقیق آبادی میں اضافہ اور بے روزگاری کا مندرجہ ذیل الفاظ میں جائزہ لیا گیا ہے:

"Population growth rate has a positive influence on unemployment where as FDI (Foreign Direct Investment) and inflation are negatively linked to unemployment in Pakistan.[10]"

"آبادی میں اضافے کی شرح بے روزگاری پر مثبت اثر ڈالتی ہے جبکہ غیر ملکی براہ راست سرمایہ کاری اور افراط زر منفی طور پر پاکستان میں بے روزگاری سے منسلک ہیں۔"

ہمارے معاشرے میں ایک کلچر یہ بھی پروان چڑھ رہا ہے کہ پیشوں کو معمولی سمجھا جاتا ہے جس کی وجہ سے بے روزگاری اور غربت میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ اسلام میں اپنے ہاتھ سے کما کر کھانے والے کو اللہ کا دوست کہا گیا ہے ساتھ ہی ساتھ غریب اور تنگدست کی مدد کرنا بھی اسلامی شعار کا حصہ ہے۔ اسلام میں زکواۃ اور صدقات کے ذریعے غریبوں کی مدد کی ترغیب دی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ایک مکالمے کی صورت میں کچھ یوں بیان کیا جارہا ہے کہ

"قال: كل مسلم صدقة، فقالوا: يا نبي الله، فمن لم يجد؟ قال:يعمل بيده، فينفع نفسه ويتصدق، قالوا: فإن لم يجد؟ قال:يعين ذا الحاجة الملهوف،قالوا: فإن لم يجد؟ قال:فليعمل بالمعروف، وليمسك عن الشر، فإنها له صدقة۔"[11]

"رسول اللہ ﷺ: ہر مسلمان پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 53- 64

صحابہ کرام: اے اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! اگر کسی کے پاس کچھ نہ ہو؟

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: پھر اپنے ہاتھ سے کچھ کما کر خود کو بھی نفع پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔

صحابہ کرام: اگر اس کی طاقت نہ ہو؟

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: پھر کسی حاجت مند فریادی کی مدد کرے۔

صحابہ کرام: اگر اس کی بھی سکت نہ ہو۔

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: پھر اچھی بات پر عمل کرے اور بری باتوں سے باز رہے اس کا یہی صدقہ ہے۔"

5. اخلاقی اقدار کا فقدان

موجودہ دَور کا سب سے بڑا المیہ اخلاقیات کا فقدان ہے، جھوٹ، چوری، وعدہ خلافی، بغض، کینہ، فخر، غرور، ریا، غداری، بد گوئی، فحش گوئی، بد گمانی، حرص، حسد، چغلی غرض یہ کہ ساری اخلاقی برائیاں، عام انسانوں اور مسلمانوں میں ہی نہیں بلکہ خواص میں بھی اخلاقیات کا انحطاط آگیا ہے اِس انحطاط و تنزل کا صرف اور صرف ایک ہی علاج ہے کہ ہر بری خصلت کی برائی معقول انداز میں بیان کی جائے۔

اس سلسلے میں قرآن وحدیث کے نصوص واضح کیے جائیں تاکہ معقولیت پسند طبقہ شریعت سے قریب ہو، اس کے ساتھ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے اخلاقِ فاضلہ کو بھی بیان کیا جائے اور ان کے اختیار کرنے کی تلقین کی جائے۔ ایک دین دار مسلمان کو اپنے اخلاق و کردار میں کیسا ہونا چاہیے؟ درس گاہِ نبوت کے تربیت یافتہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کیسے تھے؟ ان کے اندر اخلاص و تقویٰ، شرم و حیاء، صبر و شکر کی صفات تھیں، وہ دیانت دار، امانت دار اور سخاوت و شرافت کے خوگر تھے۔ ان کے اندر ایثار و قربانی، عفت و پاک دامنی اور تواضع وانکساری کی اعلیٰ صفات پائی جاتی تھیں۔ وہ خوش کلام، خوش الحان، خوش دِل اور رحم و کرم کے پیکر تھے، وہ ہمیشہ موت کو یاد رکھتے تھے۔ ان کے معاملات کی صفائی سے لوگ متاثر تھے۔ یہ ساری چیزیں آیات واحادیث کی روشنی میں بیان کی جائیں تو بڑا موثر رہے گا۔ اپنوں کی اصلاح تو ہوگی ہی، غیر بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ سچ ہے کہ رسولِ اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی اخلاقی تعلیمات کو اگر عام کیا جائے تو ضرور بالضرور ایک ایسا صالح معاشرہ وجود میں آئے گا جو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور خیر القرون کے معاشرہ کے مماثل ہوگا، جن میں ساری خوبیاں موجود تھیں۔ یہ خوبیاں آج تاریخ کے صفحات کی زینت بنی ہوئی ہیں، جو کبھی زندگی میں موجود تھیں۔ پہلے مسلمانوں کو دیکھ کر ان کے بلند و بالا اخلاق سے متاثر ہو کر لوگ اِسلام قبول کرتے تھے۔ آج اسلام اور اسلام کی اخلاقی تعلیمات کو سمجھنے کے لیے کتب خانوں کا سفر کرنا پڑتا ہے۔ حضرت امامہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ میرے بندے کے اعمال میں محبوب ترین عمل میرے بندوں کے ساتھ خیر خواہی کرنا ہے"۔[12]

اور اسی طرح طبرانی کی روایت میں ہے کہ

"أحب عبادة عبدی إلىّ النصيحة "[13]

"میرے بندے کی میرے نزدیک محبوب ترین عبادت دوسروں کے ساتھ نصح و خیر خواہی کرنا ہے"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے کہ جب اس سے ملاقات ہو تو سلام کرے، چھینک آئے تو الحمد للہ کہے، دعوت دے تو قبول کرے، بیمار پڑ جائے تو اس کی عیادت کرے، انتقال ہو جائے تو وہاں موجود رہے اور جب وہ سامنے نہ ہو تو اس کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کرے"[14]۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام ہمیں بلواسطہ یا بلا

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 53- 64

واسطہ اخلاقیات کا درس دیتا ہے۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کے دست مبارک پر تمام مسلمانوں سے خیر خواہی کی بیعت کی تھی اور وہ اس معاملہ میں کبھی چوکتے نہ تھے۔ایک مرتبہ ان کے ایک وکیل نے تین سو درہم میں ان کے لیے گھوڑا خریدا۔جب آپؓ نے گھوڑا دیکھا تو محسوس ہوا کہ یہ تو چار سو درہم کے مساوی ہے تو آپؓ نے گھوڑے کے مالک سے فرمایا کہ تم اسے چار سو درہم میں بیچنے پر راضی ہو؟ اس نے کہا بالکل راضی ہوں۔ پھر آپ کو خیال ہوا کہ یہ تو پانچ سو کا لگتا ہے تو آپؓ نے فرمایا: اسے پانچ سو میں بیچو گے؟ مالک نے رضامندی کا اظہار کیا، پھر ان کو خیال ہوا کہ یہ تو چھ سو درہم کا لگتا ہے۔ پھر اسی طرح ک اسوال وجواب ہوا، پھر سات سو، پھر آٹھ سو تک پہنچے اور جس گھوڑے کی قیمت تین سو درہم طے ہو چکی تھی۔بائع بھی تین سو درہم پر دینے کے لیے رضامند تھا، لیکن آپؓ نے یہ خیر خواہی کے خلاف سمجھا کہ جو گھوڑا آٹھ سو کا ہو، اسے صرف تین سو میں خرید اجائے۔ چنانچہ آپؓ نے بائع کو آٹھ سو درہم دے کر گھوڑا خریدا۔[15]

صحابی رسول کے اس عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تربیت یافتہ افراد میں دوسروں سے بھلائی کا جذبہ کس قدر موجزن تھا کہ انہیں اپنے نقصان کی بھی پرواہ نہ تھی۔

6. بے لاگ احتساب کی عدم فراہمی

احتساب عربی میں طلب اجر کے معنی میں آتا ہے، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے آپؐ نے فرمایا

"من صام رمضان ایماناً و احتساباً۔"[16]

یعنی طلباً لوجه الله تعالى و ثوابه۔ احتساب ان معنی میں بھی مستعمل ہے۔احتسب عنہ، رک جانا، باز رہنا۔[17]

اردو زبان میں احتساب کے معنی حساب، جانچ پڑتال اور آزمائش کے ہیں۔[18]

احتساب کی ضرورت سے کوئی مہذب معاشرہ انکار نہیں کر سکتا خواہ وہ ترقی پذیر ہو یا ترقی یافتہ۔احتساب کی اہمیت ہمیشہ مسلم رہی ہے، جیسا کہ مولانا ابو الکلام آزاد لکھتے ہیں

> "احتساب ایک سنہری زنجیر ہے، جس میں تمدن، اخلاق، مذہب اور معاشرت کی تمام جزئیات جکڑی ہوئی ہیں اگر اس کی بندش ڈھیلی پڑ جائے تو دفعتاً نظام عالم کی ایک ایک کڑی درہم برہم ہو جائے، اسی غرض سے دنیا نے احتساب کو مختلف صورتوں میں قائم رکھا۔ خاندانوں اور کنبوں نے مختلف رسم و رواج اختیار کیے جن کی خلاف ورزی موجب ملامت بلکہ بعض اوقات قومی جرم خیال کی جاتی ہے۔ سلطنتوں نے قوانین بنائے جو انسان کو ایک خاص نظام کے ماتحت ہر قسم کی مادی، اخلاقی اور مذہبی ترقی کرنے کا موقع دیتے ہیں، حکماء نے فلسفہ اخلاق ایجاد کیا جو اخلاقی قوانین کی پیروی پر جمیعت بشری کو مجبور کرتا ہے۔"[19]

احتساب کوئی مفرد چیز نہیں، یہ متعدد امور سے مرکب ایک مکمل نظام کا نام ہے جسے مختلف قسم کے اجزاء مل کر مکمل کرتے ہیں اور انہی پر ایک مضبوط نظام احتساب کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے۔ اس میں عدل، شورائیت کے حکم پر عمل، منصفانہ قوانین کا اجراء اور قوانین پر بلا تخصیص عمل درآمد شامل ہے۔ پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک میں جہاں بدعنوانیوں اور کرپشن کے ریکارڈ توڑے جا چکے ہیں۔ وہاں احتساب کی اشد ضرورت ہے۔ آج سے بیس سال پہلے حکمران حضرات غیر ملکی دوروں پر ایک سفر کے دوران بیس بیس کروڑ خرچ کر دیتے ان میں سفری اخراجات، روزانہ الاؤنس، کار رینٹ، تحائف اور وفد کے ارکان کی رہائش کے اخراجات شامل ہیں۔[20]

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 53- 64

بے لاگ احتساب کے ضمن میں قوانین کا بلا امتیاز نفاذ اور ان پر بلا تخصیص عمل درآمد بھی ایک اہم ضرورت ہے کیونکہ قوانین کا نفاذ بھی کسی وجہ سے طبقاتی تقسیم کا شکار ہو جائے اور مساوات بر قرار نہ رہے تو احتساب کا مقصد ہی ختم ہو جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے مکالمات کے ذریعے اس سلسلے میں بھی درخشاں مثالیں پیش فرمائی ہیں۔ آپؐ نے قوانین اور احتساب کی بلا تخصیص عمل درآمدگی کے سلسلے میں ہمیشہ اہم اقدامات کیے اور اس کے لیے کسی کی سفارش قبول کرنے میں رعایت سے کام نہ لیا۔ بنو مخزوم کی ایک عورت نے چوری کا ارتکاب کیا وہ گرفتار ہوئی اور حد سرقہ سے بچانے کے لیے اس کے خاندان والوں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو سفارش کرنے کے لیے کہا۔ آپؐ نے حضرت اسامہ سے تعلق کے باوجود نہ صرف ان کی سفارش قبول نہیں فرمائی بلکہ ان پر غصے کا اظہار فرمایا اور فرمایا:

"اے اسامہ کیا تم حدود خداوندی میں سفارش کرتے ہو؟ اسامہ رضی اللہ عنہ: اس کا تعلق بڑے خاندان اور معزز قبیلے سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ: تم سے پہلے کی امتیں اس لیے تباہ ہو گئیں کہ جب معزز آدمی کوئی جرم کرتا تو درگزر کرتے اور اگر کوئی معمولی حیثیت کا آدمی جرم کر بیٹھتا تو اس کو سزا دیتے، خدا کی قسم اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی چوری کرتی تو میں ان کے بھی ہاتھ کاٹ دیتا"[21]

آپؐ کی مدینہ منورہ آمد سے قبل وہاں آباد یہود کے قبائل بنو نضیر اور بنو قریظہ میں عزت و شرف کا بالکل غیر فطری اور نہایت غیر معقول طریقہ رائج تھا جس کے مطابق بنو قریظہ کا کوئی شخص بنو نضیر کے کسی فرد کو قتل کر دیتا تو قصاص میں قاتل کو بھی مارا جاتا تھا لیکن اگر کوئی بنو نضیر کا فرد بنو قریظہ کے کسی شخص کو مار ڈالتا تو قصاص میں اس کا صرف خون بہا سو وسق کھجور کی صورت میں ادا کیا جاتا، قاتل کو قصاص میں قتل نہیں کیا جاتا تھا۔ آپؐ کے سامنے جب اس قسم کی صورتحال پیش آئی تو آپ ﷺ نے اس غیر فطری اور غیر منصفانہ طریقے کو ختم فرما دیا اور توریت کے حکم کے مطابق تمام قبائل میں برابر کا قصاص جاری فرما دیا۔[22]

ایک مثالی عمدہ معاشرے میں دوسری صفات کے ساتھ ساتھ احتساب پر بھی زور دیا جاتا ہے۔ حکمران ہوں یا معاشرے کے عام افراد سب کو خود احتسابی کے عمل سے گزارنا لازمی امر ہے، لیکن حکمرانوں پر اس کی زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کیونکہ وہ صرف اپنے اعمال کے نہیں پوری سلطنت کے مسئول ہیں اور ان کے ذمہ صرف اپنے فرائض کا محاسبہ نہیں، بلکہ اپنے ماتحتوں اور ریاست کے تمام ذمہ داروں اور عہدے داروں کا احتساب بھی ہے۔ اسی وجہ سے حکام وقت کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"الا كلكم راع، وكلكم مسئول عن رعيته، فالامير الذى على الناس راع،وهومسئول عن رعيته، والرجل راع على اهل بيته، وهو مسئول عنهم، والمراة راعية على بيت بعلها وولده، وهو مسئولةعنهم ، والعبد راع على مال سيده، وهو مسئول عنه، الا فكلكم راع، و كلكم مسئول عن رعيته۔"[23]

"آگاہ ہو جاؤ، تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت (اس کے زیر اثر افراد) کے بارے میں سوال ہو گا۔ پس جو لوگوں کا امیر ہے اس سے اس کی رعیت کے متعلق سوال ہو گا اور ہر شخص اپنے اہل خانہ کا نگہبان ہے اور اس سے ان کے متعلق سوال ہو گا، اور عورت اپنے شوہر کی اولاد اور اس کے گھر کی نگہبان ہے اس سے ان کے بارے میں سوال ہو گا اور غلام (ملازم) اپنے مالک کے مال کا نگہبان ہے اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ سو آگاہ ہو جاؤ، تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔"

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 53- 64

احتساب کے حوالے سے مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں کہ

" احتساب کی ترتیب اصلاح نفس سے شروع ہو کر بالترتیب محتسب کے قبیلے اور قوم تک منتہی ہوتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرض احتساب اسی ترتیب سے ادا فرمایا ہے "[24]

7. عصرِ حاضر کی جملہ خرابیوں کا تدارک

عصرِ حاضر کی جملہ خرابیوں اور مسائل کو دور کرنے کیلئے ہم سیرت نبویؐ اور مکالمات رسولؐ سے رہنمائی لے سکتے ہیں۔ موجودہ دور تخصصات کا دور ہے۔ اگر کسی تحقیق کے طالب علم کو عصرِ حاضر کی تمام ظاہری و باطنی خرابیوں کو شمار کرنے کا موضوع دیا جائے تو ایسا کرنا اس کیلئے ناممکن ہو جائے گا۔ ان خرابیوں کی بنیادی وجہ اسلامی تعلیمات سے دوری ہے۔ اللہ کے نبیؐ کی بعثت کا مقصد دنیا کو اعتدال پر لانا تھا اس کے لیے آپؐ نے پوری زندگی دعوتِ اصلاح و تبلیغ میں صرف کر ڈالی اور لوگوں کی ایسی جماعت پیدا کی جو ذکر الٰہی کا اہتمام کرتے، راتوں کو تہجد گزار اور دن میں مجاہد بر سرِ پیکار ہوتے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو انہوں نے اپنی زندگی کا مشن بنا لیا تھا۔ حضورؐ نے انہیں غیروں کی اصلاح سے پہلے اپنی اصلاح کرنے کی تربیت دی اور خود احتسابی سکھائی۔ ایسا ماحول بنایا کہ ہر انسان دعوتِ اصلاح و تبلیغ کو اپنی ذمہ داری سمجھنے لگا اور پھر ایک ایسا مثالی معاشرہ وجود میں آیا کہ جس کی نظیر نہیں ملتی، مدینہ منورہ کی فلاحی ریاست قائم ہوئی جہاں خود سے زیادہ اپنے بھائی کو اہمیت دی جاتی تھی۔ خود بھوکا رہ کر سائل کو کھانا کھلایا جاتا تھا۔ آج بھی ضرورت اس امر کی ہے کہ مکالمات نبویؐ کو اپنے اعمال کا حصہ بنائیں اور ایک مثالی معاشرہ قائم کریں۔

8. خلاصۃ البحث

سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی سے جہاں وسائل اور سہولیات میں اضافہ ہوا ہے وہاں نت نئے اور پیچیدہ مسائل نے بھی انسانون کو اپنے شکنجوں میں جکڑ کر بے بس کر دیا ہے۔ قیامت تک پیش آنے والے مسائل کے حل کے لیے ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعمال، افعال، سنت اور مکالمات کے ذریعے رہنمائی ملتی ہے۔ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر قومی و نسلی اختلافات کو اہم مسائل میں شمار کیا جاتا ہے۔ اسلام نے یہ واضح کر دیا ہے کہ تمام انسان اولاد آدم ہیں اور کسی گورے کو کالے پر کوئی برتری حاصل نہیں سوائے تقویٰ کے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مکالمات میں قومی و نسلی اختلاف اور باقی ہر قسم کے تفوق و برتری کی جڑیں کاٹ دیں۔

پاکستان میں غربت اور بے روزگاری کی بنیادی وجہ وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم ہے جس کے سبب امیر، امیر ترین اور غریب، غریب تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اسلام میں اپنے ہاتھ سے کما کر کھانے والے کو اللہ کا دوست کہا گیا ہے ساتھ ہی ساتھ غریب اور تنگدست کی مدد کرنا بھی اسلامی شعار کا حصہ ہے۔ اسلام میں زکواۃ اور صدقات کے ذریعے غریبوں کی مدد کی ترغیب دی گئی ہے۔ موجودہ دور کا ایک بڑا المیہ اخلاقی اقدار کا فقدان ہے۔ مذہب سے دوری لوگوں میں معاشرتی برائیوں کو پروان چڑھانے کی بنیادی وجہ ہے۔ قرآن و حدیث کی نصوص کے ذریعے لوگوں میں اخلاق حسنہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ انفرادی طور پر باعمل مسلمان مل کر ایک مثالی معاشرہ قائم کر سکتے ہیں۔ صاحب حیثیت اور صاحب اقتدار افراد اپنی من مانیوں کے ذریعے معاشرے میں انصاف کا ماحول برقرار نہیں رہنے دیتے۔ بے لاگ احتساب اور قوانین کی بلا تخصیص عمل درآمدگی سے معاشرے میں برائیوں اور شر پسند عناصر کا قلع قمع کیا جاسکتا ہے۔

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 53- 64

نتائج

اس مضمون سے مندرجہ ذیل نتائج واضح ہوتے ہیں:

1. انسان کو سائنس اور ٹیکنالوجی کو ضرور اختیار کرنا چاہیے، لیکن سنت رسول ﷺ کو نہیں چھوڑنا چاہیے۔
2. اخلاقی اقدار کو اختیار کر کے معاشرے سے بدامنی، مہنگائی اور انتشار کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔
3. احتساب کی وجہ سے لوگ خود بخود بد عنوانی کو چھوڑ کر ایمانداری کی راہ پر گامزن ہو جاتے ہیں، ضروری ہے کہ معاشرے میں سنت کے مطابق احتساب کا عمل جاری رکھا جائے۔
4. عصر حاضر میں دنیا کو درپیش جدید مسائل سے نمٹنے کا حل صرف اور صرف اسوہ رسول ﷺ پر عمل پیرا ہونے میں ہے۔ اس طرح سنت کا نور بھی حاصل ہو گا اور زندگی میں آسانی بھی آئے گی۔
5. مکالمات رسول ﷺ سے ہمیں زندگی کے ہر معاملے میں درخشندہ مثالیں میسر ہیں، جو ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔

----

[1] القرآن, 7:54

Al- Qur᾽ān,54: 7

[2] القرآن, 3:24

Al- Qur᾽ān,24:3

[3] القرآن, 49:13

Al- Qur᾽ān,13: 49

[4] القرآن, 29:64

Al- Qur᾽ān,64:29

[5] کرمانی، ضیاءالدین، ابدی پیغام کا آخری پیغمبر، کراچی: امر پروسیس، 1994ء، ص138

Karmani, zia udin, Abdi paigham ka akhri paighambar,(Karachi: Amar process, 1994), p 138.

[6] روزنامہ جنگ، کراچی: فروری 2000ء

Daily news Jang(Karachi: February, 2000)

[7] البخاری، الجامع الصحیح، حدیث نمبر: 2416

Al Bukhari, Al jamy al sahi, Hadith No: 2416.

[8] Qayyum W (2007) Causes of youth unemployment in Pakistan. The Pakistan Development Review 46(4): 611-621

[9] .Faridi MZ, Malik S, Ahmad RI (2010) Impact of education and health on employment in Pakistan: A case Study. European Journal of Economics, Finance and Administrative Sciences 18: 58-68

[10] Rafiq M, Ahmad I, Ullah A et al (2010) Determinants of unemployment: A case study of Pakistan economy (1998-2008), Abasyn Journal of Social Sciences 3(1): 17-24

[11] البخاری، الجامع الصحیح، حدیث نمبر: 1445

Al Bukhari, Al jamy al sahih, Hadith No: 1445

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 53- 64

12 احمد بن حنبل,احمد بن محمد بن حنبل، مسند احمد بن حنبل تحقیق:احمد محمد شاکر، حدیث ابی امامہ الباہلی، بیروت:مؤسسۃ الرسالۃ1421ھ، حدیث نمبر:22191

Ahmad bin Hanbal, Ahmad bin Muhammad bin Hanbal, Masnad Ahmad bin Hanbal, Tahqiq, Ahmad Muhammad Shakir, Hadith Abi Amama Al Bahili,(Bairot: Moassasat ur Risala, 1421), Hadith No: 22191.

13 طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، تحقیق: حمدی بن عبدالمجید السلفی، حدیث عثمان بن أبي عاتكة، قاهرة,مکتبة ابن تیمیة1415ھ، حدیث نمبر:7880

Tibrani, Suleman bin Ahmad, Almojim al Kabir, Tahqiq: Hamdi bin Abdul Majeed al Salfi, Hadith Usman bin Abi Atika(Qahira: Maktabah ibn e Taimiyah, 1415), Hadith No: 7880.

14 اسحاق بن راھویہ، اسحاق بن ابراھیم، مسند اسحاق بن راھویہ، تحقیق:الدکتور عبدالغفور بن عبدالحق البلوشي، مدینة المنورة:مکتبة الإیمان1412ھ، حدیث نمبر: 328

Ishaq bin Rahviyah, Ishaq bin Ibrahim, Musnad Ishaq bin Rahviyah, Tahqiq, Al Duktor Abdul Ghafoor bin Abdul Haq Al bloshi, (Madina Munawra, Maktaba tul Eman, 1412), Hadith No: 328.

15 نووی، ابوزکریا یحیی بن شرف، تہذیب الأسماء واللغات، قاہرۃ: ادارۃ الطباعۃ المنیریہ، حرف الجیم، ج1، ص148

Novivi, abu Zakriya Yahya bin Sharf, Tehzib ul Asma Wa al Lughat,(Qahira, Idara Al Tabaat Al Muniriya, s,n) Harf Jeem, Vol 1, p 148.

16 عن ابی هریره ان رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم قال من صام رمضان ایماناً و احتساباً غفر له مااا تقدم من ذنبه، ومن قام لیلة القدرایماناً و احتساباً غفرله ما تقدم من ذنبه۔

"حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے رکھے اس کے سابقہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جس نے لیلۃ القدر کو ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے رات بھر عبادت کی اس کے (بھی) سابقہ تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔" مسلم ابوالحسین بن حجاج القشیری(م261ھ) الجامع الصحیح،، بیروت، دارالکتب العلمیہ، 1998ء، حدیث نمبر:760

Muslim Abu Al Hussain bin Hjaj Al Qasheeri. Al jamy Al Sahih, , (Bairot, Dar ul Kutab Al Ilmiyah, 1998), Vol 1, p 424, Hadith no: 760

17 بلیاوی، ابوالفضل عبدالحفیظ، مصباح اللغات، دہلی: مکتبہ برہان، 1950ء، ص128

Bilyavi, Abu al Fazal Abdul Hafiz, Misbah al Lughat, (Dehli, Maktabah Burhan, 1950) p 128.

18 فیروزالدین، مولوی، فیروز اللغات اردو، جامع، لاہور: فیروز سنز لمیٹڈ، ص73

Firoz u Din, Molvi, Firoz al Lughat Urdu, Jamy, Lahore: Firoz Sons Limited ‹p 73.

19 ابوالکلام آزاد، مولانا، رسول رحمت، ترتیب مولانا غلام رسول مہر، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ص699

Abu al Kalam Azad, Molana, Rasool Rehmat, Tartib, Molana Ghulam Rasol Mehr, (Lahore: Sheikh Ghulam ali and Sons) p 699.

20 روزنامہ جنگ، کراچی: 2مارچ2000ء

Daily news, Jang(Karachi: 2 March 2000)

21 البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الحدود، باب کراهیة الشفاعة فی الحد، حدیث نمبر:1429

Al Bukhari, Al Jamy al Sahih, Kitab al Hadod, Bab Krahiyata al Shifaat fi Al Had, Vol 4, p 122 Hadith No: 1429

22 ابو داؤد، السنن، حدیث نمبر:4494

Abu Daood, Al Sunan, Hadith No: 4494

23 مسلم، الجامع الصحیح،حدیث نمبر:1829

Al Muslim, Al jame Al sahih, Hadith No: 1829

24 ابوالکلام آزاد،مولانا،رسول رحمت،ص701

Abu Al Kalam Azad, Molana, Rasol Rehmat, p 701.